The Role of Selected Literary Journals in the Promotion of Contemporary Urdu Criticism: A Study of Daryaft, Meyar, Khyaban, and Bazyāft

معاصر اردو تنقید کے فروغ میں منتخب ادبی مجلات کا کردار: دریافت، معیار، خیابان اور بازیافت کے حوالے سے

Rozina Yasmin *[1]
PhD Scholar, Department of Urdu, My University, Islamabad,
Dr Javed Iqbal Gunjial *[2]
Assistant Professor, Department of Urdu, MY University، Islamabad

☆[1] **روزینہ یاسمین**
پی ایچ ڈی اسکالر، شعبہ اردو، مائی یونیورسٹی، اسلام آباد
☆[2] **ڈاکٹر جاوید اقبال گنجیال**
اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو، مائی یونیورسٹی اسلام آباد

Correspondance:raorozina77@gmail.com

eISSN:**3005-3757**
pISSN: **3005-3765**

Received: 14-07-2026
Accepted:23-09-2026
Online:20-09-2026

Copyright:© 2026 by the authors. This is an access-openarticle distributed under the terms and conditions of the Creative Common Attribution (CC BY) license

ABSTRACT: This study examines the role of selected Urdu literary journals—Daryaft, Meyar, Khyaban, and Bazyāft—in the promotion of contemporary Urdu criticism. These journals have played a significant role in introducing modern critical theories, strengthening research methodologies, and expanding the scope of literary discourse. Daryaft has promoted analytical criticism, Meyar has emphasized academic objectivity and linguistic awareness, Khyaban has contributed to textual and editorial criticism, while Bazyāft has introduced interdisciplinary and contemporary critical approaches. Using an analytical method, this study highlights how these journals have enriched Urdu criticism by encouraging theoretical diversity, scholarly integrity, and innovative research trends. The findings reveal that these journals have become important platforms for

shaping the intellectual and critical landscape of contemporary Urdu literature.

KEYWORDS: Contemporary Urdu Criticism, Literary Journals, Daryaft, Meyar, Khyaban, Bazyāft, Research, Literary Theory.

اردو ادب کی فکری اور جمالیاتی روایت میں تنقید کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ ادب انسانی تجربات، احساسات اور افکار کا تخلیقی اظہار ہے جبکہ تنقید ان تخلیقی مظاہر کی تفہیم، تعبیر اور قدر شناسی کا نام ہے۔ کسی بھی زبان کے ادبی سرمائے کی پختگی اور فکری وسعت کا اندازہ اس کی تنقیدی روایت سے لگایا جا سکتا ہے۔ اردو ادب کی تاریخ پر نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ تخلیقی ادب کے ساتھ ساتھ تنقیدی شعور بھی مسلسل ارتقائی منازل طے کرتا رہا ہے۔ اسی تنقیدی شعور کی اہمیت کو واضح کرتے ہوئے کلیم الدین احمد لکھتے ہیں:

> "تنقید کوئی کھیل نہیں ہے جسے ہر شخص بہ آسانی کھیل سکے۔ یہ ایک فن ہے، ایک صناعی ہے۔ فن تو ہر طرح کے ہوتے ہیں، مشکل بھی اور آسان بھی، تنقید مشکل ترین فن ہے۔ ہر فن کی طرح اس کے بھی اصول و ضوابط اور اغراض و مقاصد ہیں۔"[1]

اردو تنقید کے ابتدائی نقوش تذکروں اور شعری مجالس میں ملتے ہیں جہاں شاعروں کے کلام پر اظہارِ رائے کیا جاتا تھا۔ تاہم اس دور کی تنقید زیادہ تر لسانی اور فنی مباحث تک محدود تھی۔ جدید معنوں میں اردو تنقید کی بنیاد انیسویں صدی میں استوار ہوئی جب ادب کو معاشرتی زندگی، قومی شعور اور انسانی اقدار کے تناظر میں دیکھنے کا رجحان پیدا ہوا۔ اس فکری تبدیلی نے اردو تنقید کو ایک نئے رخ سے آشنا کیا۔ تنقید نے صرف زبان و بیان کے محاسن و معائب پر گفتگو کرنے کے بجائے ادب کے فکری اور سماجی مضمرات کا جائزہ لینا شروع کیا۔ اس طرح اردو تنقید ایک باقاعدہ علمی اور تحقیقی شعبے کی صورت اختیار کر گئی۔ اسی تناظر میں شمس الرحمن فاروقی تنقید کے علمی مقصد کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> "غیر قطعی اور گول مول بات کہنا نقاد کے منصب کے منافی ہے۔ تنقید کا مقصد معلومات میں اضافہ کرنا نہیں بلکہ علم میں اضافہ کرنا ہے۔۔۔ لیکن علم سے مراد یہ بھی ہے کہ کسی شے کے بارے میں آگاہی حاصل ہو۔۔۔ بلکہ یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ کسی چیز کا صحیح بیان اس کی صحیح آگاہی فراہم کرتا ہے۔"[2]

اردو تنقید کے ارتقا میں مختلف فکری اور تہذیبی عوامل نے اہم کردار ادا کیا۔ مشرقی تنقیدی روایت نے جہاں ادب کو اخلاقی، روحانی اور جمالیاتی اقدار سے وابستہ رکھا، وہیں مغربی تنقیدی نظریات نے ادب کے مطالعے کے لیے نئے زاویے فراہم کیے۔ نتیجتاً اردو تنقید میں مختلف نظریات اور رجحانات نے جنم لیا۔ سماجی تنقید، نفسیاتی تنقید، مارکسی تنقید، ساختیات، پس ساختیات اور مابعد جدید تنقید جیسے رجحانات نے اردو ادب کے مطالعے کو نئی جہات عطا کیں۔ اس فکری تنوع نے اردو تنقید کو محض تاثراتی اظہار سے نکال کر ایک منظم علمی ڈسپلن کی صورت دی۔ تنقید کے فروغ اور ارتقا میں جہاں ناقدین اور محققین کی علمی کاوشیں اہم ہیں وہاں ادبی مجلات کا کردار بھی غیر معمولی اہمیت رکھتا ہے۔ ادبی مجلات کسی بھی عہد کے علمی اور فکری مباحث کے ترجمان ہوتے ہیں۔ یہ نہ صرف نئی تخلیقات کو قارئین تک پہنچاتے ہیں بلکہ ادبی نظریات، تحقیقی مباحث اور تنقیدی رجحانات کی اشاعت کا مؤثر ذریعہ بھی بنتے ہیں۔ ادب کی تاریخ کا مطالعہ اس حقیقت کو واضح کرتا ہے کہ اکثر ادبی تحریکیں، فکری مباحث اور تنقیدی نظریات سب سے پہلے مجلات کے صفحات پر ہی سامنے آئے اور بعد ازاں مستقل علمی روایت کا حصہ بن گئے۔ ادبی مجلات کسی زبان کی فکری تاریخ کے امین ہوتے ہیں کیونکہ ان میں اپنے عہد کے علمی، ادبی اور تنقیدی مباحث محفوظ ہو جاتے ہیں۔ اردو ادب میں ادبی مجلات کی روایت نہایت مضبوط اور مستحکم رہی ہے۔ مختلف ادوار میں شائع ہونے والے رسائل و جرائد نے ادب اور تنقید کے فروغ میں نمایاں کردار ادا کیا۔ ان مجلات نے نہ صرف ادبی تخلیقات کی اشاعت کا فریضہ انجام دیا بلکہ تحقیقی اور تنقیدی مضامین کے ذریعے علمی مباحث کو بھی وسعت دی۔ جامعات، تحقیقی اداروں اور ادبی حلقوں میں ہونے والی فکری سرگرمیوں کو وسیع تر ادبی دنیا تک پہنچانے میں بھی ان مجلات نے پل کا کردار ادا کیا۔ یہی وجہ ہے کہ اردو تحقیق اور تنقید کی تاریخ کا کوئی سنجیدہ مطالعہ ادبی مجلات کے تذکرے کے بغیر مکمل نہیں ہو سکتا۔ ادبی مجلات کی ایک اہم خصوصیت یہ ہے کہ وہ نظری اور عملی تنقید کے درمیان رابطے کا ذریعہ بنتے ہیں۔ ایک طرف ان میں تنقیدی نظریات پر مبنی تحقیقی مقالات شائع ہوتے ہیں اور دوسری طرف انہی نظریات کی روشنی میں ادبی متون کا تجزیہ بھی پیش کیا جاتا ہے۔ اس طرح قاری نہ صرف تنقیدی اصولوں سے آگاہ ہوتا ہے بلکہ ان کے عملی اطلاق کا مشاہدہ بھی کرتا ہے۔ یہی عمل تنقیدی شعور کی تشکیل اور فکری بالیدگی میں مددگار ثابت ہوتا ہے۔ تحقیقی اور تنقیدی مجلات ادب اور تنقید کے درمیان ایک فعال مکالمہ قائم کرتے ہیں جو ادبی شعور کی ترقی کے لیے ناگزیر ہے۔

معاصر اردو تنقید کے تناظر میں ادبی مجلات کی اہمیت مزید بڑھ جاتی ہے۔ عصرِ حاضر میں ادبی نظریات، سماجی رویوں اور فکری رجحانات میں تیزی سے تبدیلیاں رونما ہو رہی ہیں۔ ان تبدیلیوں کے اثرات ادب اور تنقید دونوں پر مرتب ہوتے ہیں۔ ادبی مجلات ان تبدیلیوں کو محفوظ کرنے، ان کا تجزیہ کرنے اور ان پر مکالمہ قائم کرنے کا اہم ذریعہ بنتے ہیں۔ چنانچہ معاصر تنقیدی مباحث کی تفہیم کے لیے ادبی مجلات کا مطالعہ ناگزیر معلوم ہوتا ہے۔ منتخب ادبی مجلات خصوصاً دریافت، معیار، خیابان اور بازیافت نے معاصر اردو تنقید کے فروغ میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ ان مجلات نے تنقیدی نظریات، تحقیقی مباحث اور ادبی مکالموں کو فروغ دے کر اردو تنقید کے علمی دائرے کو وسعت بخشی۔ ان کے صفحات میں شائع ہونے

والے مقالات نہ صرف تنقیدی شعور کی نمائندگی کرتے ہیں بلکہ اردو ادب میں پیدا ہونے والے نئے فکری رجحانات کی عکاسی بھی کرتے ہیں۔ یہی مجلات تحقیق اور تنقید کے معیار کو بلند کرنے، نئے محققین کی رہنمائی کرنے اور علمی مباحث کو استحکام فراہم کرنے میں نمایاں کردار ادا کرتے رہے ہیں۔ معاصر اردو تنقید کے فروغ میں منتخب ادبی مجلات کے کردار کا مطالعہ محض چند رسائل کے تعارف تک محدود نہیں رہتا بلکہ یہ اردو تنقید کی فکری روایت، تحقیقی معیار اور ادبی رجحانات کے جامع مطالعے کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ ان مجلات کے ذریعے اردو تنقید کے ارتقائی سفر، اس کے نظریاتی مباحث اور اس کے علمی سرمائے کو بہتر طور پر سمجھا جا سکتا ہے۔ یہی امر اس موضوع کی علمی اہمیت اور تحقیقی افادیت کو نمایاں کرتا ہے اور اسے معاصر اردو تحقیق و تنقید کے اہم مباحث میں شامل کرتا ہے۔

1. مجلہ دریافت اور معاصر اردو تنقید:

مجلہ 'دریافت' (نمل، اسلام آباد) نے اکیسویں صدی کی اردو تنقید میں جس فکری، نظری اور تحقیقی روایت کو مستحکم کیا ہے، وہ محض ایک جامعاتی جریدے کی ادارتی کامیابی نہیں بلکہ اردو تنقید کے مزاج میں رونما ہونے والی ایک بنیادی تبدیلی کی نمائندہ صورت ہے۔ اس مجلے نے اردو تنقید کو تاثراتی، توصیفی اور شخصی رجحانات سے نکال کر معروضیت، متن مرکزیت، بین المتونی مطالعے، تقابلی تنقید اور نظری مباحث کے دائرے میں داخل کیا جہاں ادبی متن کو محض جمالیاتی اظہار کے بجائے ایک فکری، تہذیبی اور سماجی مظہر کے طور پر دیکھا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دریافت نے جامعاتی تحقیق اور عصری تنقیدی مباحث کے درمیان ایک ایسا علمی ربط استوار کیا ہے جس نے اردو تحقیق کو محض اسناد کے حصول کی رسمی سرگرمی سے بلند کر کے ایک زندہ علمی مکالمے میں تبدیل کرنے کی مؤثر کوشش کی ہے۔ معاصر اردو تحقیق کا ایک اہم بحران موضوعاتی تکرار، نظریاتی سطحیت اور روایت کی غیر تنقیدی تقلید رہا ہے۔ جامعات میں ہونے والے متعدد تحقیقی مطالعات مروجہ مباحث کی تکرار تک محدود رہتے ہیں اور ان میں نہ تو نئے نظریاتی زاویے سامنے آتے ہیں اور نہ ہی متن کی از سرِ نو قرأت کی سنجیدہ کاوش دکھائی دیتی ہے۔ مجلہ دریافت نے اس جمود کو توڑنے کے لیے تنقیدِ نقد (Meta-Criticism)، تحقیقی احتساب اور علمی خود آگہی کے رجحان کو فروغ دیا۔ اس کے صفحات میں ایسے مقالات کثرت سے ملتے ہیں جو صرف ادبی متون ہی نہیں بلکہ خود جامعاتی تحقیق، تحقیقی رویوں اور علمی معیارات کا بھی تنقیدی محاسبہ کرتے ہیں۔ یہی وصف اسے روایتی تحقیقی جرائد سے ممتاز بناتا ہے۔ صنفِ خود نوشت اور سوانحی ادب کے حوالے سے بھی دریافت کا تنقیدی رویہ محض متنی تجزیے تک محدود نہیں رہتا بلکہ وہ ان اصناف کے نفسیاتی، تہذیبی اور سماجی مضمرات کو بھی موضوعِ بحث بناتا ہے۔ خود نوشت کو حقیقت، دیانت اور سماجی اقدار کے باہمی تعلق کے تناظر میں دیکھتے ہوئے مجلہ اس بنیادی سوال کو اٹھاتا ہے کہ آیا مشرقی مسلم معاشرے میں فرد اپنی ذات کو اسی بے لاگ انداز میں پیش کر سکتا ہے جس انداز سے مغربی معاشروں میں یہ روایت مستحکم ہو چکی ہے۔ اس تناظر میں درج ذیل اقتباس نہ صرف خود نوشت کی فنی تحدیدات کو واضح کرتا ہے بلکہ ہمارے معاشرتی شعور کی ساخت کو بھی آشکار کرتا ہے:

"کسی شخص کی سچی، غیر جانب دار، بے لاگ اور ظاہر و باطن کی مکمل تصویر اس صورت میں پیش کی جاسکتی ہے جب اس کے پسندیدہ اور ناپسندیدہ افعال کو بلا امتیاز معرضِ تحریر میں لایا جائے۔۔۔۔۔ یہی وہ بنیادی وجوہات ہیں جو بعض اوقات شخصیت کے بعض کمزور پہلوؤں کو چھپانے پر مجبور کرتی ہیں۔"3

یہ اقتباس اس حقیقت کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ دریافت ادبی متن کو صرف اس کی فنی ساخت کے حوالے سے نہیں بلکہ اس کے تہذیبی، اخلاقی اور نفسیاتی پس منظر کے ساتھ مربوط کرکے دیکھنے کا قائل ہے، جو جدید تنقیدی منہج کا بنیادی تقاضا بھی ہے۔ اسی طرح شعری متون کے تجزیے میں مجلہ ساختیاتی اور اسلوبیاتی جہات کو غیر معمولی اہمیت دیتا ہے۔ یہاں متن کی جمالیات کو محض لفظی حسن تک محدود نہیں رکھا جاتا بلکہ استعارہ، علامت، تصویریت، صوتی آہنگ اور معنوی تہ داری کو باہم مربوط نظام کے طور پر دیکھا جاتا ہے۔ چنانچہ جب کسی شاعر کی تصویری قوت اور استعاراتی نظام کا جائزہ لیا جاتا ہے تو یہ مطالعہ محض تاثراتی نہیں رہتا بلکہ متن کی داخلی ساخت اور معنوی تشکیل کے تناظر میں انجام پاتا ہے، جیسا کہ درج ذیل اقتباس سے واضح ہوتا ہے:

"مختلف استعارات اور تشبیہات کے ذریعے انھوں نے ایک ایسا منظر نامہ تشکیل دیا ہے جس میں رومانویت اور حقیقت کا حسین امتزاج نظر آتا ہے۔۔۔۔۔ سرخ شال سے کالی چادر تک کا سفر، بوجھل قدم، گرد پوش، تتلی، سرخ لہنگا اور سورج کے تیر جیسے بے شمار استعاروں سے انھوں نے اپنی نظموں میں مختلف مناظر کی تشکیل کی ہے۔"4

یہ تنقیدی زاویہ اس امر کا مظہر ہے کہ دریافت متن کی معنوی تشکیل کو اس کی لسانی ساخت سے جدا کرکے نہیں دیکھتا بلکہ دونوں کو ایک وحدت کی حیثیت سے برتتا ہے جو جدید ادبی نظریات خصوصاً ساختیات اور اسلوبیات سے ہم آہنگ رویہ ہے۔ مزید برآں دریافت کی ایک اہم انفرادیت اس کا تحقیقی احتسابی کردار ہے۔ یہ مجلہ علمی سرقہ، غیر مستند حوالہ جات، تحقیقی تکرار اور فکری مماثلت جیسے مسائل کو نہایت جرأت مندی کے ساتھ موضوعِ بحث بناتا ہے۔ اس اعتبار سے یہ محض تحقیقی مقالات کی اشاعت تک محدود نہیں رہتا بلکہ اعلیٰ تعلیم میں تحقیق کے اخلاقی اور علمی معیارات کی حفاظت کا فریضہ بھی انجام دیتا ہے۔ اسی تناظر میں مثنوی کے ارتقا پر ہونے والے تحقیقی مطالعے کے بارے میں درج ذیل رائے تحقیقی دیانت اور استنادی معیار کی بہترین مثال ہے:

"اردو مثنویوں کے ارتقا کا یہ تاریخی جائزہ دراصل صنفِ مثنوی کی اس استعداد اور پہنائی کا ثبوت فراہم کرتا ہے۔۔۔۔۔ ہر چند اس تاریخی جائزے میں کوئی بات سرسری اور سطحی طور پر نہیں کہی گئی ہے۔۔۔۔۔۔۔ یہ محض اردو مثنویوں کی بلندی و پستی اور اس کے دائرۂ اثر کا احاطہ کرنے کی بھرپور کوشش ہے۔"[5]

اس اقتباس سے واضح ہوتا ہے کہ دریافت میں تنقید کا بنیادی معیار محض تحسین نہیں بلکہ استدلال، استناد اور تحقیقی دیانت ہے۔ عصری فکشن کے حوالے سے بھی مجلہ فرد اور معاشرے کے تعلق کو نفسیاتی، طبقاتی اور تہذیبی تناظر میں دیکھنے کی روایت کو فروغ دیتا ہے۔ اس کے نزدیک افسانوی کردار کی داخلی شکست، تنہائی، محرومی اور احساسِ بیگانگی صرف انفرادی المیہ نہیں بلکہ جدید سماج کی ساختیاتی پیچیدگیوں کی علامت ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مختصر اقتباسات کے ذریعے بھی پورے سماجی بحران کی تفہیم ممکن بنائی جاتی ہے:

"اس بھاگتی دوڑتی زرق برق زندگی میں اس کا کوئی حصہ نہیں۔ یہ احساس اس کی پھیکی زندگی میں تلخی گھولتا چلا جا رہا تھا۔"[6]

یہ اقتباس واضح کرتا ہے کہ دریافت عصری فکشن کو سماجی نفسیات، طبقاتی تفاوت اور جدید انسان کی وجودی بے معنویت کے تناظر میں پڑھنے کی روایت کو مضبوط کرتا ہے۔ اس تمام بحث سے یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ مجلہ دریافت نے اردو تنقید کو صرف نئے موضوعات ہی فراہم نہیں کیے بلکہ اس کے علمی مناہج، تحقیقی معیارات اور نظریاتی بنیادوں کو بھی از سرِ نو مرتب کرنے میں مؤثر کردار ادا کیا ہے۔ اس جریدے نے تنقید کو تحسینی اسلوب سے نکال کر احتسابی، تجزیاتی اور معروضی جہت عطا کی، جامعاتی تحقیق کو علمی خود احتسابی کا شعور بخشا اور اردو ادب میں متن، نظریہ اور تحقیق کے باہمی تعلق کو ایک نئی فکری سطح پر استوار کیا۔ اسی بنا پر دریافت کو اکیسویں صدی کی اردو تنقید کے ان نمائندہ جرائد میں شمار کیا جا سکتا ہے جنہوں نے علمی دیانت، تحقیقی وقار اور تنقیدی بصیرت کو فروغ دے کر اردو تحقیق کے مستقبل کے لیے مضبوط نظریاتی بنیادیں فراہم کی ہیں۔

2. مجلہ "خیابان" اور معاصر اردو تنقید:

معاصر اردو تنقید میں جامعاتی تحقیقی مجلات نے تنقیدی شعور کی تشکیل، تحقیقی معیارات کے استحکام اور فکری مباحث کے فروغ میں نمایاں کردار ادا کیا ہے۔ ان مجلات میں "خیابان" ایک ایسا معتبر تحقیقی جریدہ ہے جس نے اردو تنقید کو محض روایتی اور تاثراتی مباحث تک محدود رکھنے کے بجائے اسے جدید علمی اصولوں، تحقیقی دیانت اور معروضی مطالعے سے ہم

آہنگ کیا۔ اس مجلے کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں شائع ہونے والے مقالات متن کی صحت، تدوین، تشریح، تنقیدی اصولوں اور نظریاتی مباحث کو سائنسی اور تحقیقی انداز میں زیرِ بحث لاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ خیابان نے معاصر اردو تنقید میں ایک ایسے علمی رجحان کو فروغ دیا ہے جس میں روایت کے احترام کے ساتھ ساتھ اس کا تنقیدی احتساب بھی ناگزیر قرار پاتا ہے۔ خیابان کی تحقیقی بصیرت کا ایک اہم پہلو یہ ہے کہ یہ کلاسیکی متون کی شرح و تدوین کے دوران پیش آنے والی اغلاط اور علمی لغزشوں کی نہایت بے لاگ انداز میں نشاندہی کرتا ہے۔ اس مجلے میں شائع ہونے والی تحقیقات یہ باور کراتی ہیں کہ محض سابقہ شارحین یا محققین کی آرا کو دہرا دینا تحقیق نہیں، بلکہ ہر متن کو از سرِ نو جانچنا اور اس کی صحت کو مستند شواہد کی روشنی میں پرکھنا ہی حقیقی تنقیدی عمل ہے۔ اسی تحقیقی دیانت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ایک مقام پر لکھا گیا ہے:

> " صوفی غلام تبسم نے یہاں شدید قسم کی ٹھوکر کھائی ہے اور اس کی پیروی میں ڈاکٹر خواجہ حمید یزدانی نے بھی سوہن "لفظ کا غلط ترجمہ کیا ہے۔"[7]

اس اقتباس سے واضح ہوتا ہے کہ خیابان شخصیات کے بجائے علمی صداقت کو اہمیت دیتا ہے اور تحقیق میں تقلید کے بجائے تنقیدی بصیرت کو بنیادی قدر قرار دیتا ہے۔ اسی طرح خیابان تدوینِ متن اور تحقیق کے اخلاقی اصولوں کو بھی غیر معمولی اہمیت دیتا ہے۔ یہ مجلہ اس حقیقت پر زور دیتا ہے کہ مدون یا محقق کی ذمہ داری صرف مواد جمع کرنا نہیں بلکہ ہر تبدیلی، تصرف اور اختلاف کو پوری وضاحت کے ساتھ درج کرنا بھی ہے تاکہ مستقبل کی تحقیق شفاف بنیادوں پر استوار ہو سکے۔ اس ضمن میں مجلے کا یہ اقتباس تحقیقی دیانت کا بہترین مظہر ہے :

> "ایک اچھے مدون کا یہ فرض ہے کہ اگر اس قسم کی کوئی تبدیلی ہو تو اس کا ذکر ضرور کر دے تاکہ اگر کبھی اس تبدیلی میں کوئی تحقیقی اور قانونی فرق سامنے لایا جائے تو یہ بات واضح ہو سکے کہ خطوط لکھنے والے کے یہ الفاظ نہیں ہیں بلکہ مولف یا مدون نے اپنی ذمہ داری پر اس قسم کی ترمیم کی ہے۔"[8]

اس اقتباس سے اندازہ ہوتا ہے کہ خیابان تدوین کو محض تکنیکی عمل نہیں بلکہ ایک اخلاقی اور علمی ذمہ داری تصور کرتا ہے، جس میں امانت، وضاحت اور شفافیت بنیادی اصول ہیں۔ معاصر اردو تنقید کے نظریاتی مباحث میں بھی خیابان نے قابلِ قدر خدمات انجام دی ہیں۔ یہ مجلہ مغربی تنقیدی نظریات سے آگاہی کو ضروری سمجھتے ہوئے ان کی اندھی تقلید کی حوصلہ افزائی نہیں کرتا بلکہ اردو ادب کی اپنی تہذیبی، لسانی اور فکری روایت کی بنیاد پر تنقیدی اصول وضع کرنے کی ضرورت پر زور دیتا ہے۔ اسی تناظر میں تنقید کے بنیادی مفہوم کو نہایت جامع انداز میں واضح کرتے ہوئے لکھا گیا ہے :

"نقد کے دو مفہوم ہیں، ایک لغوی اور دوسرا اصطلاحی، لغت کے اعتبار سے نقد کھوٹے سکوں کو کھرے سکوں سے علیحدہ کرنا، اور ادب کی اصطلاح میں نقد ادبی اقتباس، قطعہ (پیراگراف) کو مختلف زاویوں سے جانچنا، اس کی ادبی اور فنی حیثیت متعین کرنا ہے۔"[9]

یہ اقتباس اس امر کی نشاندہی کرتا ہے کہ خیابان کے نزدیک تنقید کا مقصد محض تعریف یا تنقیص نہیں بلکہ متن کی ہمہ جہت تفہیم، اس کی فنی قدر و قیمت کا تعین اور اس کے مختلف معنوی امکانات کو آشکار کرنا ہے۔ یہی تحقیقی اور نظریاتی رویہ خیابان کو دیگر جامعاتی مجلات سے ممتاز بناتا ہے۔ اس کے صفحات میں شائع ہونے والی تحقیقات اردو تنقید کو جامد روایت سے نکال کر ایک متحرک، استدلالی اور معروضی علمی روایت سے وابستہ کرتی ہیں۔ اس مجلے نے تحقیق میں حوالہ جاتی صحت، متن کی بازیافت، تدوینی اصولوں کی پابندی، تنقیدی دیانت اور فکری خود مختاری جیسے عناصر کو مضبوط بنیادیں فراہم کی ہیں۔ چنانچہ یہ کہنا بجا ہو گا کہ خیابان معاصر اردو تنقید میں ایک ایسے علمی دبستان کی نمائندگی کرتا ہے جس نے تحقیقی معیار، نظریاتی وسعت اور تنقیدی شعور کو نہ صرف مستحکم کیا بلکہ اردو جامعاتی تحقیق کو نئی فکری جہتوں سے بھی روشناس کرایا۔ اسی بنا پر خیابان کا شمار ان ممتاز تحقیقی مجلات میں ہوتا ہے جنہوں نے معاصر اردو تنقید کو زیادہ معتبر، منظم، معروضی اور علمی بنیادوں پر استوار کرنے میں بنیادی کردار ادا کیا ہے۔

3. مجلہ "معیار" اور معاصر اردو تنقید:

مجلہ "معیار" معاصر اردو تنقید کے ان معتبر تحقیقی جرائد میں شمار ہوتا ہے جنہوں نے اردو تنقید کو محض تاثراتی اظہار سے نکال کر علمی معروضیت، نظریاتی استحکام اور تحقیقی دیانت کے دائرے میں استوار کرنے میں نمایاں کردار ادا کیا ہے۔ اس مجلے میں شائع ہونے والے مقالات اردو ادب کے متون کو لسانی، فکری، تہذیبی اور نظریاتی سطح پر پرکھنے کے ساتھ ساتھ تحقیق کے ان اصولوں پر بھی زور دیتے ہیں جو جدید جامعاتی تحقیق کی اساس تصور کیے جاتے ہیں۔ "معیار" کی امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ یہ تنقید کو کسی مخصوص نظریاتی تعصب یا فکری وابستگی تک محدود نہیں رکھتا بلکہ متن، تاریخ، زبان اور ادبی رجحانات کے باہمی تعلق کو معروضی انداز میں واضح کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کے صفحات پر کلاسیکی مباحث سے لے کر جدید ادبی نظریات تک، ہر موضوع پر سنجیدہ، مستند اور تحقیقی نوعیت کی گفتگو سامنے آتی ہے۔ معاصر اردو تنقید میں "معیار" کا ایک اہم کارنامہ یہ ہے کہ اس نے زبان، لسانیات اور ادبی تاریخ کے مباحث کو جذباتی اور فرقہ وارانہ زاویۂ نظر سے الگ کر کے علمی تحقیق کی بنیاد پر استوار کرنے کی کوشش کی ہے۔ یہ مجلہ اس حقیقت کو اجاگر کرتا ہے کہ زبان اور ادب کا مطالعہ صرف اسی وقت معتبر ہو سکتا ہے جب محقق ذاتی، مذہبی یا لسانی تعصبات سے بالاتر ہو کر حقائق کا تجزیہ کرے۔ اسی تناظر میں عبدالشکور اپنے مقالے میں نہایت بصیرت افروز انداز میں کہا گیا ہے:

"اردو میں زبان کے موضوع پر جو کتابیں لکھی گئی ہیں وہ مسلمانوں کے نقطہ نظر سے لکھی گئی ہیں اور ہندی میں لکھی جانے والی کتابیں ہندوؤں کے نقطہ نظر سے لکھی گئی ہیں۔ ہر مصنف اپنے غالب کا طرفدار ہوتا ہے، غیر جانب دار نہیں ہوتا۔ جانب داری سے بھی زیادہ افسوس ناک علمی معاملوں کو مذہبی اور فرقہ وارانہ رنگ دینا ہے۔ اہل قلم کی وفاداری کسی علاقے، مذہب، زبان یا رسم الخط سے نہ ہو کر محض سچ سے ہونی چاہیے۔ کسی دوسری زبان کے بارے میں لکھتے وقت بڑی احتیاط کی ضرورت ہے کیوں کہ زبان کا آغاز اور ارتقا بڑا پیچیدہ عمل ہے۔ ایک طرف ایک زبان یا بولی میں متعدد دوسری زبانوں کے اجزا ہوتے ہیں، دوسری طرف اس کے بولنے والے یا مخالفین معروضیت کے قائل نہیں ہوتے۔"[10]

اسی طرح "معیار" معاصر اردو تنقید کو عالمی ادبی نظریات اور جدید تنقیدی اصطلاحات سے مربوط کرنے میں بھی اہم کردار ادا کرتا ہے۔ یہ مجلہ مغربی ادبی مباحث کو محض نقل کرنے کے بجائے ان کی فکری بنیادوں، ادبی اطلاق اور اردو تناظر میں ان کی معنویت کا جائزہ لیتا ہے۔ جدید ادبی اصناف اور تنقیدی رجحانات کی وضاحت کرتے ہوئے مجلہ معیار میں "ایبسرڈ (Absurd) ' ' کے تصور کو اس طرح بیان کیا گیا ہے:

"'ایبسرڈ' کی اصطلاح اب ایک مخصوص ادبی رجحان کو ظاہر کرتی ہے اور اس میں ناول، افسانہ، شاعری، ڈراما، غرضیکہ مختلف ادبی اصناف کو پیش کیا جا سکتا ہے۔ اپنی بنیادی شکل میں یہ اصطلاح ایک خاص انداز کے ڈراما نگاروں کے فن کی وضاحت کے لیے وضع کی گئی تھی۔ مارٹن ایسلن کی کتاب The Theater of the Absurd ۱۹۶۱ء میں شائع ہوئی۔ اس میں دوسری جنگ عظیم کے بعد کے ڈراما نگاروں کو ایبرڈ رجحان کے نمائندے قرار دیا گیا تھا۔ خود ایسلن نے یہ اصطلاح کامیو (Camus) کی مشہور تصنیف Myth of Sisyphus سے اخذ کی تھی۔ کامیو نے دنیا میں انسان کی صورت حال کو بے معنی (ایبرڈ) قرار دیا تھا۔"[11]

ان مباحث سے واضح ہوتا ہے کہ مجلہ "معیار" معاصر اردو تنقید میں علمی معروضیت، تحقیقی دیانت، لسانی شعور اور جدید نظریاتی مباحث کے فروغ کا ایک مؤثر اور معتبر علمی پلیٹ فارم ہے۔ اس کے مقالات اردو تنقید کو نئے فکری زاویے عطا

کرتے ہیں اور محققین کو یہ احساس دلاتے ہیں کہ ادب کا مطالعہ صرف روایت کی پیروی سے نہیں بلکہ تنقیدی بصیرت، تحقیقی احتیاط اور نظریاتی آگہی سے ممکن ہے۔ یہی اوصاف "معیار" کو معاصر اردو تنقید کے اہم ترین جامعاتی مجلات میں ممتاز مقام عطا کرتے ہیں۔

4. مجلہ "بازیافت" اور معاصر اردو تنقید

مجلہ "بازیافت" معاصر اردو تنقید کے ان اہم تحقیقی جرائد میں شمار ہوتا ہے جنھوں نے اردو تنقید کے موضوعاتی، نظریاتی اور تحقیقی دائرۂ کار کو وسعت عطا کی ہے۔ یہ مجلہ ادب کو محض جمالیاتی یا تاثراتی زاویے سے دیکھنے کے بجائے عصرِ حاضر کے نئے فکری مباحث، بین العلومی رجحانات اور جدید تنقیدی نظریات کی روشنی میں پرکھنے کی روایت کو مستحکم کرتا ہے۔ اس کے صفحات میں شائع ہونے والے مقالات اس امر کی گواہی دیتے ہیں کہ اردو تنقید اب صرف متن کے داخلی حسن تک محدود نہیں رہی بلکہ اس نے ماحولیات، ثقافت، سماج، تاریخ، فکری رویوں اور ادبی اصناف کے باہمی تعلقات کو بھی اپنی تحقیق کا موضوع بنایا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ "بازیافت" معاصر اردو تنقید میں نئے تنقیدی امکانات کی دریافت، تحقیقی بصیرت کی آبیاری اور ادبی مباحث کی توسیع کے حوالے سے ایک معتبر علمی جریدے کی حیثیت اختیار کر چکا ہے۔ معاصر اردو تنقید میں "بازیافت" کی نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ اس نے عالمی تنقیدی نظریات کو اردو ادب کے تناظر میں برتنے کی سنجیدہ کوشش کی ہے۔ بالخصوص ماحولیاتی تنقید جیسے جدید تنقیدی رجحان کو اردو تنقید کا حصہ بنا کر اس نے ادب اور فطرت کے تعلق کو ایک نئے زاویۂ نظر سے دیکھنے کی راہ ہموار کی ہے۔ اس حوالے سے بازیافت مجلے میں ماحولیاتی تنقید کی بنیادی جہت کو یوں واضح کیا گیا ہے:

> "ماحولیاتی تنقید ادب اور طبعی ماحول کے باہمی تعلق کا مطالعہ ہے۔ ادب میں دیگر تنقیدی بیانیوں میں انسان اور انسان کے معاشرتی مسائل کو بنیادی مقام حاصل رہا ہے اور فطرت کو پس منظر کے طور پر جگہ دی جاتی رہی ہے لیکن اس تنقیدی بیانیے میں فطرت کو کسی پس منظر کے طور پر نہیں بلکہ مرکزی موضوع کی حیثیت حاصل ہوتی ہے۔ یوں فطرت متحرک وجود کے طور پر پیش کی جاتی ہے۔ ماحولیاتی تنقید میں یہ جائزہ لیا جاتا ہے کہ تخلیق کار اپنی تخلیقات میں مظاہرِ فطرت اور ماحول کی کس طرح نمائندگی کرتے ہیں۔ "[12]

اسی طرح "بازیافت" جدید تنقیدی نظریات کی فکری بنیادوں اور ان کے بین العلومی رشتوں کو بھی نمایاں کرتا ہے۔ یہ مجلہ واضح کرتا ہے کہ ادب، ماحول، متن، قاری اور تخلیق کار ایک دوسرے سے جدا وجود نہیں بلکہ ایک مربوط نظام کا حصہ ہیں۔ اس تصور کو سائمہ اسلم اپنے مقالے میں ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے:

> "اس خیال کے بارے میں ڈاکٹر ناصر عباس نیر یوں بیان کرتے ہیں کہ تمام موجوداتِ کائنات ایک دوسرے سے مربوط ہیں۔ ماحولیاتی تنقید کا ابتدائی ناقدین میں اہم نام ولیم اٹیکرٹ کا ہے جس نے ادب کو ماحولیات سے جوڑا ہے اور شعریات کو ماحولیات میں تلاش کرنے کی کوشش کی۔ جیسے ماحول میں تمام اشیا آپس میں جڑی ہوئی ہیں ایسے ہی ادب کے ماحول میں ادب کی تخلیق میں حصہ لینے والے عناصر، کوئی متن، کوئی ادبی واقعہ، ادیب اور قاری ایک دوسرے سے پیوست ہیں اور ایک دوسرے پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ "[13]

اس کے ساتھ ساتھ "بازیافت" صرف نظری مباحث تک محدود نہیں رہتا بلکہ ادبی متون، رسائل اور افسانوی روایت کے تحقیقی و تنقیدی مطالعے کو بھی اہمیت دیتا ہے۔ یہ مجلہ ادبی سرمایے کی تفہیم، تنقیدی شعور کی تشکیل اور افسانوی روایت کے فکری مطالعے کو اردو تنقید کا بنیادی تقاضا قرار دیتا ہے۔ اس سلسلے میں بازیافت مجلے میں "سیپ" کے افسانہ نمبر کی اہمیت کو ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے:

> "چھٹے باب کا عنوان 'احسن فاروقی' ہے۔ اس باب میں افسانہ تو کوئی نہیں، البتہ دو تنقیدی مضامین شامل ہیں۔ پہلا مضمون ممتاز شیریں کا تحریر کردہ بعنوان 'ادب میں فسادات و ہجرت کا تجربہ' ہے جبکہ دوسرا مضمون محمود واجد کا تحریر کردہ 'افسانوی شعور کا مسئلہ' ہے۔ یہ دونوں مضامین اردو افسانے کی تفہیم کے حوالے سے کافی اہم ہیں۔ "[14]

ان مباحث سے واضح ہوتا ہے کہ مجلہ "بازیافت" نے معاصر اردو تنقید میں نئے نظریاتی مباحث، بین العلومی تنقیدی رجحانات، تحقیقی معروضیت اور ادبی متون کی نئی تعبیرات کو فروغ دینے میں نمایاں کردار ادا کیا ہے۔ اس کے مقالات اردو تنقید کو عصری تقاضوں سے ہم آہنگ کرتے ہیں اور یہ باور کراتے ہیں کہ ادب کی حقیقی تفہیم صرف روایتی تنقیدی پیمانوں سے ممکن نہیں بلکہ اس کے لیے نئے فکری زاویوں، جدید تنقیدی نظریات اور وسیع تحقیقی شعور کی ضرورت ہے۔ یہی اوصاف "بازیافت" کو معاصر اردو تنقید کے اہم اور مؤثر تحقیقی جرائد میں ممتاز مقام عطا کرتے ہیں۔

منتخب ادبی مجلات دریافت، معیار، خیابان اور بازیافت کا مجموعی مطالعہ اس حقیقت کو آشکار کرتا ہے کہ معاصر اردو تنقید کی تشکیل، توسیع اور نظریاتی ارتقا میں ان مجلات نے محض اشاعتی یا معلوماتی کردار ادا نہیں کیا بلکہ اردو تنقید کے فکری منہج، تحقیقی اصولوں اور علمی رویّوں کی از سرِ نو تشکیل میں بنیادی محرک کے طور پر سامنے آئے ہیں۔ یہ مجلات معاصر اردو تنقید کے مختلف فکری دھاروں کی نمائندگی کرتے ہوئے اس امر کا ثبوت فراہم کرتے ہیں کہ اردو تنقید اب روایتی تحسین و تقبیح کے دائرے سے نکل کر ایک ایسے علمی و نظریاتی نظام میں داخل ہو چکی ہے جہاں متن، قاری، سماج، تاریخ، تہذیب، ماحول، زبان اور نظریہ ایک دوسرے سے مربوط اکائیوں کی صورت اختیار کر لیتے ہیں۔ ان مجلات کی نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ ہر مجلہ معاصر تنقید کے کسی مخصوص زاویے کو اپنی علمی شناخت بناتا ہے تاہم ان تمام زاویوں کی منزل ایک ہی ہے یعنی اردو تنقید کو جدید علمی مباحث کے ساتھ ہم آہنگ کرنا۔ دریافت میں نظریۂ تنقید، تنقیدی اصطلاحات، فکری مباحث اور ادبی نظریات پر سنجیدہ مکالمہ دکھائی دیتا ہے جس سے اردو تنقید میں نظریاتی آگہی پیدا ہوتی ہے۔ خیابان تحقیقی اصولوں، تدوینِ متن، شرح و تعلیق اور جامعاتی تحقیق کے معروضی احتساب کو مرکز بناتا ہے جس سے اردو تحقیق میں حوالہ جاتی صحت، متن کی بازیافت اور علمی دیانت کو استحکام حاصل ہوتا ہے۔ معیار جدید ادبی نظریات، لسانی مباحث اور عالمی تنقیدی رجحانات کو اردو تنقید کے تناظر میں سمجھنے کی کوشش کرتا ہے جس سے اردو تنقید کی فکری حدود وسیع ہوتی ہیں جبکہ بازیافت ماحولیاتی تنقید، ثقافتی مطالعے، ادبی جرائد کی روایت اور نئے تنقیدی امکانات کو موضوع بنا کر اردو تنقید کے موضوعاتی تنوع کو نمایاں کرتا ہے۔ اگر ان مجلات کو اجتماعی تناظر میں دیکھا جائے تو واضح ہوتا ہے کہ معاصر اردو تنقید میں موضوعاتی وسعت، نظریاتی تنوع اور تحقیقی معیار کا جو ارتقا گزشتہ چند دہائیوں میں سامنے آیا ہے اس کے پس منظر میں انہی علمی جرائد کی مسلسل کاوشیں کار فرما ہیں۔ ان مجلات نے نہ صرف مغربی تنقیدی نظریات کو اردو تناظر میں سمجھنے اور برتنے کی کوشش کی بلکہ مشرقی فکری روایت، کلاسیکی ادبیات، تہذیبی شعور اور مقامی علمی سرمائے کو بھی جدید تنقیدی مباحث کا حصہ بنایا۔ یہی توازن معاصر اردو تنقید کو تقلیدی رویّوں سے نکال کر ایک خود مختار علمی شناخت عطا کرتا ہے۔ یہ امر بھی قابلِ توجہ ہے کہ ان مجلات میں شائع ہونے والی تحقیقات محض نتائج تک محدود نہیں رہتیں بلکہ تحقیق کے منہج، ماخذ کے استعمال، استدلال کی ساخت، حوالہ جاتی نظم اور علمی دیانت کے ایسے معیارات قائم کرتی ہیں جو جامعاتی تحقیق کے لیے نمونۂ عمل کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ان مجلات نے محقق کو صرف معلومات فراہم نہیں کیں بلکہ اسے تنقیدی شعور، سوال قائم کرنے کی صلاحیت اور متن کو نئے زاویۂ نظر سے دیکھنے کا سلیقہ بھی عطا کیا ہے۔ اسی لیے ان مجلات میں شائع ہونے والی تحریریں اردو تنقید کے ارتقائی سفر میں بنیادی مراجع کی حیثیت اختیار کرتی جا رہی ہیں۔ حاصلِ تجزیہ یہ ہے کہ دریافت، معیار، خیابان اور بازیافت معاصر اردو تنقید کے چار ایسے علمی ستون ہیں جنھوں نے مختلف فکری اور تحقیقی جہات کے ذریعے اردو تنقید کو نظریاتی استحکام، تحقیقی اعتبار، فکری وسعت اور معروضی بصیرت سے ہمکنار کیا۔ ان کی خدمات اس حقیقت کی غماز ہیں کہ معاصر اردو تنقید کی آئندہ سمت کا تعین بھی انہی مجلات کے فروغ یافتہ تحقیقی مناہج، تنقیدی رویّوں

اور علمی مباحث کی بنیاد پر ہو گا۔ اس اعتبار سے یہ مجلات محض ادبی جرائد نہیں بلکہ اردو تنقید کے فکری ارتقا، جامعاتی تحقیق کی معیاری روایت اور علمی مکالمے کے مؤثر اور مستند مراکز کی حیثیت رکھتے ہیں۔

حوالہ جات

1. کلیم الدین احمد، اردو تنقید پر ایک نظر، ادارہ فروغ اردو لکھنؤ، 1957ء، ص۔16
2. شمس الرحمن فاروقی، تنقیدی افکار، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان نئی دہلی، 2004ء، ص۔1
3. مجلہ دریافت، شمارہ16، جلد1، شعبہ اردو نمل یونیورسٹی، اسلام آباد، جون 2024ء، ص۔86
4. مجلہ دریافت، شمارہ25، اردو نمل یونیورسٹی اسلام آباد، جون، 2021ء، ص۔75
5. ایضاً، ص۔29
6. مجلہ دریافت، شمارہ26 شعبہ اردو نمل یونیورسٹی، اسلام آباد، دسمبر 2021ء، ص۔55
7. مجلہ، خیابان، شمارہ47، جامعہ پشاور، خزاں، 2022ء، ص۔134
8. مجلہ خیابان، شمارہ48، جامعہ پشاور، بہار 2023، ص۔185
9. مجلہ خیابان، شمارہ48، جامعہ پشاور، خزاں 2024ء، ص۔2
10. مجلہ معیار، شمارہ15، جلد2، اسلام آباد، 2021ء، ص۔4
11. مجلہ معیار، شمارہ15، جلد2، اسلام آباد، 2023ء، ص۔259
12. بازیافت-42(جنوری تا جون 2023ء)، ادارہ زبان و ادبیات اردو، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، ص۔46
13. بازیافت-42(جنوری تا جون 2023ء)، ادارہ زبان و ادبیات اردو، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، ص۔47
14. بازیافت-۳۹(جولائی تا دسمبر ۲۰۲۱)، ادارہ زبان و ادبیات اردو پنجاب یونیورسٹی، لاہور، ص۔179، 178

Refrences:
1. Kaleemuddin Ahmad, Urdu Tanqeed Par Ek Nazar, Idara-e-Farogh-e-Urdu Lucknow, 1957, p. 16
2. Shamsur Rahman Faruqi, Tanqeedi Afkaar, Qaumi Council Baraye Farogh-e-Urdu Zaban New Delhi, 2004, p. 1
3. Daryaft (Majalla), Shumara 16, Jild 1, Shu'ba-e-Urdu NUML University, Islamabad, June 2024, p. 86
4. Daryaft (Majalla), Shumara 25, Urdu NUML University Islamabad, June 2021, p. 75
5. Eizan (Aizan), p. 29
6. Daryaft (Majalla), Shumara 26, Shu'ba-e-Urdu NUML University, Islamabad, December 2021, p. 55

7. Khiyaban (Majalla), Shumara 47, Jamia Peshawar, Khazan (Autumn) 2022, p. 134
8. Khiyaban (Majalla), Shumara 48, Jamia Peshawar, Bahar (Spring) 2023, p. 185
9. Khiyaban (Majalla), Shumara 48, Jamia Peshawar, Khazan (Autumn) 2024, p. 2
10. Meyaar (Majalla), Shumara 15, Jild 2, Islamabad, 2021, p. 4
11. Meyaar (Majalla), Shumara 15, Jild 2, Islamabad, 2023, p. 259
12. Bazyaft - 42 (January Taa June 2023), Idara Zaban-o-Adbiyat Urdu, Punjab University, Lahore, p. 46
13. Bazyaft - 42 (January Taa June 2023), Idara Zaban-o-Adbiyat Urdu, Punjab University, Lahore, p. 47
14. Bazyaft - 39 (July Taa December 2021), Idara Zaban-o-Adbiyat Urdu Punjab University, Lahore, pp. 178, 179